عبدالرشید عراقی - سوہدرہ

# امام ابن دقیق العید

**نام و نسب** | تقی الدین محمد بن علی بن وہب بن مطیع (دقیق العید) ابو الفتح کنیت[1]

**ولادت** | ان کی ولادت ۵ شعبان ۶۲۵ھ ہے جیسا کہ نواب صدیق الحسن خان قنوجی (م ۱۳۰۷ھ) نے لکھا ہے[2] اور "ابن دقیق العید" آپ کے پڑدادا کا لقب تھا۔ اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انہیں عید کے دن سفید میدہ کی طرح کپڑے پہنے دیکھ کر کسی نے کہا " کانہ دقیق العید " اسی وقت زبانِ خلق پر یہ کلمہ چڑھ گیا[3]

**اساتذہ** | آپ کے اساتذہ کرام کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جن میں مشہور اساتذہ کرام یہ ہیں۔
حافظ زکی الدین منذریؒ، عزالدین بن عبدالسلامؒ (م ۶۶۰ھ)
احمد بن عبدالدائمؒ[4]

ابن دقیق العید نے سب سے زیادہ استفادہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام سے کیا ہے۔ جیسا کہ شیخ کے حالات میں لکھا ہے۔

"ان کے قریبی مستفیدین میں شیخ الاسلام ابن دقیق العید ہیں۔ جو امام فقہ و اصول اور ممتاز قاضی تھے۔ اپنے استاد کو سلطان العلماء کہتے تھے۔ جس سے شیخ عزالدین مشہور ہو گئے"[5]

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں۔

"تحقیق مذہب مالکی از پدر خود نمودہ و مذہب شافعی را از شیخ عزالدین بن عبدالسلام اخذ کردہ در فقہ ہر دو استادِ کامل گشتہ[6]"

یعنی مالکی مذہب کی تحقیق اپنے والد ماجد سے کی اور مذہبِ شافعی کو شیخ عزالدین بن عبدالسلام

---

[1] بستان المحدثین ص ۲۲۵　　[2] اتحاف النبلاء
[3] الدیباج ص ۳۲۴　　[4] بستان المحدثین ۲۲۵
[5] معارف ج ۹۸ نمبر ۵ ص ۳۴۹　　[6] بستان المحدثین ص ۲۲۶

سے حاصل کیا تھا۔ چنانچہ فقہ میں ہر دو مذاہب کے استاد کامل ہو گئے۔

**علمی تبحر و جامعیت**

ان کے خاص فن فقہ و حدیث تھے۔ مگر تمام علوم پر انہیں دسترس کامل حاصل تھی۔ اور آپ کے تبحر علمی کا علمائے کرام نے اعتراف کیا ہے۔ فقہ مالکی اور شافعی میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ اور دوسرے الفاظ میں آپ فقہ مالکی و شافعی کے مجمع البحرین تھے۔

قاضی ابن فرحون لکھتے ہیں :۔

"علوم میں یگانۂ زمانہ تھے۔ لوگوں کے دل میں ان کی عزت تھی۔ مذہب مالکی کی مہارت کے بعد مذہب شافعی میں تبحر حاصل کیا۔ اور دونوں مذہب کے مطابق فتوے دیئے حدیث اصول، علوم عربیہ اور تمام فنون میں یدطولیٰ حاصل تھا۔"[1]

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں۔

دونوں مذاہب یعنی مالکی و شافعی کے امام اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔[2]

**علمائے کرام کی آراء**

امام شاکر کتبی لکھتے ہیں :

"آپ احد الاعلام تھے۔"[3]

امام ابن السبکی فرماتے ہیں :

"الشیخ الامام، شیخ الاسلام، الحافظ، الزاہد، المجتہد المطلق، امام المتاخرین"[4]

امام ابن کثیر لکھتے ہیں :

انتہت الیہ ریاسۃ العلم فی زمانہ[5]

نواب صدیق حسن خانؒ کہتے ہیں

"امام متقن، محدث مجود، فقیہ، مدقق، اصولی، ادیب، شاعر، نحوی، مجتہد، وافر العقل ——— بود"[6]

اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے :

اکثر علمائے حدیث کا اجماع ہے۔ کہ عہد صحابہ سے لے کر ابن دقیق تک کوئی شخص معانی اور متون میں اتنی دقت المعان و نظر نہ دکھا سکا۔ جو ابن دقیق کے یہاں ہے[7]

---

[1] الدیباج ص ۳۲۴ [2] بستان المحدثین ص ۲۲۵
[3] معارف ج ۹۸ نمبر ص ۳۵۱ [4] ایضاً ص ۳۵۱ [5] البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۲۴
[6] اتحاف النبلاء ص ۳۵۹ [7] بستان المحدثین ص ۲۲۵

**تلامذہ**

ابن دقیق العید کے جس طرح اساتذہ کرام اپنے وقت کے بہت بڑے عالم، محدث، فقیہ تھے۔ اس طرح آپ سے جن علمائے کرام نے استفادہ کیا ہے۔ وہ بھی اپنے وقت کے اجل عالم، محدث، اور فقیہ ہوئے ہیں۔ چند مشہور تلامذہ یہ ہیں۔

ابراہیم بن علی، ابن حسن قفطی، ابوعبدالرحمان الارمنتی، ابن شداد الربعی، ابن الکنانی القوصی جلال الدین احمد بن عبدالرحمٰن بن محمد الکندی الاسنتادی، ضیاء الدین الفنائی، ابن سید الناس [1]

**درس و تدریس**

ابن دقیق العید ایک ماہر فن مدرس بھی تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنی زندگی میں متعدد مشہور درس گاہوں میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ مدت دارالحدیث کاملیہ کی مسند صدارت پر فائز رہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

وولی ابن دقیق الصلاحیۃ والمجاورۃ المشہد امامنا شافعی والفاضلیۃ والکاملیۃ وغیر ذالک [2]

اور علامہ شبلی نعمانی (م ۱۹۱۴ء) لکھتے ہیں:

"الملک المعظم برادرزادہ صلاح الدین ایوبیؒ نے ۶۳۵ھ میں قاہرہ میں اس کی بنیاد رکھی یہ وہ دارالحدیث ہے۔ جو ممالک اسلامی میں دارالحدیث نوریہ کے بعد قائم ہوا۔ ابن دحیہ، حافظ منذری، قطب قسطلانی، ابن دقیق العید، ابن سید الناس عراقی راستاد ابن حجر) وقتاً فوقتاً اس کے مدرس مقرر ہوئے۔ یہ سب علماء اپنے زمانہ میں بے مثل خیال کئے گئے ہیں" [3]

**معاصرین**

امام ابن دقیق العید کے معاصرین میں پہلا نام جو ملتا ہے وہ تاریخ اسلام کی مشہور شخصیت امام ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) ہیں علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"کہ ان سے ابن تیمیہؒ نے ملاقات کی تو انہوں نے ابن تیمیہ کے علوم کے پیش نظر کہا: "میں نہیں سمجھتا کہ آپ سا کوئی اور پیدا ہوگا" [4]

امام ابن دقیق العید طبعاً خاموش طبع اور کم آمیز تھے۔ اس لئے ان کے معاصرانہ تعلقات کی تفصیلات نہیں ملتی۔ البتہ ۶۹۹ھ میں جب امام ابن تیمیہ مصر آئے تو ابن دقیق العید بھی ان

---

[1] معارف ج ۹۸ نمبر ۵، ص ۳۵۲، [2] الانصاف ص ۴۹

[3] رسائل شبلی ص ۵۴ [4] البدایہ والنہایہ ج ۱۴ ص ۲۷

سے ملے اور ۷۰۲ھ میں سلطان ناصر سے ان کی جرأت مندانہ گفتگو سے بہت متاثر ہوئے۔ اسی طرح وہ ابن تیمیہؒ کے علمی فضائل اور کمالات کے بھی معترف تھے۔

پروفیسر ابوزہرہ مصری لکھتے ہیں:

"ہم ابن تیمیہؒ کے معاصرین میں سے چار کی رائیں لکھتے ہیں بعض توسن وسبقت کے لحاظ سے ان کے درجہ میں تھے۔ جیسے دقیق العید (م ۷۰۲ھ) انھوں نے ۷۰۰ھ میں کہا تھا کہ (ابن تیمیہ) حافظِ حدیث ہیں۔ لوگوں نے پھر کہا پھر آپ نے ان سے کیوں نہ گفتگو کی کہنے لگے۔ وہ باتیں کرنا پسند کرتے ہیں اور مجھے خاموشی پسند ہے میں جب ابن تیمیہ سے ملا تو وہ ایسے آدمی معلوم ہوئے کہ سارے علوم ان کی نگاہ میں ہیں جو چاہتے ہیں لیتے ہیں اور جو چاہتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں[1]

امام ابن تیمیہؒ کے علاوہ آپ کے دو مشہور تلامذہ حافظ عماد الدین اسمٰعیل بن عمر (م ۷۷۴ھ) ہیں جن کی شہرت ابن کثیر کے نام سے ہوئی۔ اور دوسرے شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد ذہبی (م ۷۴۸ھ) ہیں۔

## افتاء و قضاء

۶۹۵ھ میں مصر کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔ اور اپنی کم آمیزی کی وجہ سے مشکل سے یہ عہدہ قبول کیا۔ اور آپ کچھ بعد یہ عہدہ چھوڑ دیتے تھے۔ مگر حکومت کے اصرار پر آپ کو دوبارہ یہ عہدہ قبول کرنا پڑتا تھا۔ جیسا کہ ابن السبکی لکھتے ہیں:

"شدید انکار کے بعد مذہب شافعی کے قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول کیا۔ پھر بھی کئی بار انھوں نے علیحدگی اختیار کی مگر ہر بار اس عہدہ پر لوٹائے گئے[2]"

آپ کے ماتحت کئی قاضی بھی کام کرتے تھے۔ مثلاً نجم الدین المحاسبی (م ۷۲۹ھ)، قاضی زین الدین الکنانی (م ۷۳۸ھ)[3]

## سلوک و تصوف

وہ علم کے ساتھ صاحبِ عرفان بھی تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں۔

"از طریقہ تصوف بہرہ وافر داشت وصاحبِ کرامت و خوارق بود[4]"

یعنی تصوف میں بھی کمال حاصل تھا اور صاحبِ کرامت و خوارقِ عادات تھے۔

اور والاجاہ حضرت نواب صدیق حسن خان قنوجی لکھتے ہیں:

---

[1] حیات ابن تیمیہ ص ۵۴ — [2] طبقات الشافعیہ ج ۱، ص ۵۔

[3] حسن المحاضرہ ج ۱، ص ۱۹۸ — [4] بستان المحدثین ص ۲۲۶

کثیر السکینہ تام الورع ، شدید التدین، قدیم السہر[1]

**وفات** ماہ صفر ۷۰۲ھ میں اس ممتاز محدث نے وفات پائی[2]

**اخلاق وفضائل** آپ کے حسن اخلاق کا تذکرہ تمام سوانح نگاروں نے کیا ہے۔ آپ اخلاق کے اعلیٰ نمونہ تھے۔ خود فرمایا کرتے تھے۔

"میں نے کبھی کوئی بات ایسی نہیں کی اور نہ کوئی کام ایسا کیا۔ جس کی صفائی اللہ تعالےٰ کے سامنے نہ دے سکوں[3]"

اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں!

"اما در امر طہارت و آبہا خیلے وسواس داشت[4]"

ع آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بے باکی" ان کا شیوہ تھا۔

زہد وورع کے ساتھ شعر وسخن کا نہایت پاکیزہ مذاق پایا تھا، خود بھی شاعر تھے اور عمدہ شعر کہتے تھے۔ ذیل میں ان کے چند اشعار نقل کئے جاتے ہیں۔ جن سے ان کی قادر الکلامی کے ساتھ ان کی اخلاقی بلندی کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

تمنیت ان الشیب عاجل منی

وقرب منی فی صبائی سوا ستاہٗ

میں نے آرزو کی بڑھاپا جلد آئے ، اور میرے بچپن میں ہی اپنی تلخی کو قریب کرے

لاخذ من عصر الشباب نشاطہٗ

واحصن من عصر المشیب وقارہٗ

تاکہ میں زمانہ شباب کا مزا لوٹوں اور زمانہ پیری سے وقار حاصل کروں[5]

**علمِ حدیث سے شغف** حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں!

کہ امام ابن دقیق العید کو علمِ حدیث سے بہت زیادہ شغف تھا۔ اور حدیث سے شغف رکھنے والوں کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے۔ ان کی نظر میں دنیاداروں کی کچھ قدر وقعت نہ تھی۔ آپ کو اس فن (حدیث) کی کتابیں جمع کرنے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ اس فن کی کتابوں کو خریدنے کی وجہ سے اکثر مقروض رہتے تھے[6]

---

[1] الاتحاف النبلاء ص ۳۵۹ ، [2] بستان المحدثین ص ۲۲۶ ، [3] طبقات الشافعیہ ج ۱، ص ۵۔

[4] بستان المحدثین ص ۱۴۲ ، [5] ایضاً ص ۲۲۷ ، [6] ایضاً ص ۲۲۹۔

**تصانیف و شروح** "حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ آپ صاحب تصانیف کثیرہ تھے[1]۔ از کبار زمانہ سے وسعتِ علم میں بالاتر تھے۔"

نصرت شاہ صاحب لکھتے ہیں:

"اکثر در شغل علم شب بیداری کرد و بسیار می نوشت"[2]

علم کے شغل میں اکثر شب بیداری کرتے اور بہت لکھا کرتے تھے۔

ان کی اہم کتابوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ الاعلام فی احادیث الاحکام

۲۔ مختصر الاعلام المجتهد باحادیث الاحکام: یہ کتاب نمبر ۱ کی تلخیص ہے خود امام صاحب نے یہ تلخیص کی ہے۔

آپ کے علاوہ اور لوگوں نے بھی اس کتاب کی تلخیص کی ہے۔ مثلاً حافظ قطب الدین حلبی حنفی رم ۷۳۵ھ بنام "الاہتمام بتلخیص الالمام"، ابن قدامہ الحنبلی رم ۷۴۴ھ نے "المحرر" کے نام سے اس کی تلخیص کی ہے۔ اور اس ملخص کی شرح جلال الدین حموی نے کی ہے[3]

یہ دونوں کتابیں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی نظر سے گزری تھیں۔ اس لئے کہ آپ نے بستان المحدثین میں ان کے اوائل نقل کئے ہیں۔

۳۔ احکام الاحکام فی شرح احادیث سید الانام۔ یہ کتاب بھی آپ کی منتخب کتابوں میں سے ہے[4]۔ اس کتاب کی بھی کئی لوگوں نے شروح لکھی ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے (۱) امام عبدالغنی مقدس الحنبلی رم ۶۰۰ھ نے ۳ جلدوں میں شرح لکھی ہے۔ (۲) ابن مرزوق تلمسانی مالکی رم ۷۸۱ھ نے ۵ جلدوں میں شرح لکھی ہے۔ (۳) ابن ملقن رم ۸۰۴ھ نے "اعلام" کے نام سے شرح لکھی ہے۔ (۴) امجد الدین فیروز آبادی رم ۸۱۷ھ نے عمدۃ الاحکام کے نام سے شرح لکھی ہے[5]

امام ابن حجر عسقلانی رم ۸۵۲ھ نے فتح الباری اور امام شوکانی رم ۱۲۵۰ھ نے نیل الاوطار میں اس سے استفادہ کیا ہے۔

متاخرین میں مولانا عبدالحی لکھنوی رم ۱۳۰۴ھ اور نواب صدیق حسن خان رم ۱۳۰۷ھ میں اس

---

[1] بستان المحدثین ص ۲۲۴، [2] بستان المحدثین ۲۲۶

[3] ۹ م، نمبر ۵، ص ۳۶۰ [4] بستان المحدثین ص ۲۲۶۔

[5] کشف الظنون ج ۲۔ ص ۳۷

سے فائدہ اٹھایا ہے۔

۴۔ کتاب الاقتراح ۔ علومِ حدیث میں بے نظیر کتاب ہے[1] اور اس کتاب کا پورا نام الاقتراح فی بیان الاصطلاح وما اضیف الی ذالک من الاحادیث الصحاح ہے۔

۵۔ کتاب فی اصول الدین[2]	۶۔ علوم الحدیث[3]

۶۔ شرح مختصر تبریزی (فقہ شافعی)[4]	۷۔ دیوانِ خطب (مجموعہ خطبات)

۸۔ اربعین (ایسی ۴۰ احادیث جو ۹ واسطوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہیں[5]

۹۔ اربعین فی روایتنا عن رب العالمین اس اربعین میں احادیثِ قدسیہ ہیں۔

اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

"وچہل احادیث دیگر دارد کہ دراں احادیث قدسیہ جمع نمود وآنہا "اربعین عن رب العالمین" نام نہادہ است"۔[6]

۱۰۔ دیوانِ شعر[7]

**تبصرہ** امام ابن دقیق العید نے اپنے دور میں جو علمی، دینی، تحقیقی، سیاسی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ علمائے کرام نے اس پر آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

استاد ابوزہرہ مصری حیات ابن تیمیہ میں لکھتے ہیں!

حقیقت یہ ہے کہ ظاہر اور ناصر کے زمانہ میں بڑی مشابہت ہے۔ ان دونوں زمانوں کا رنگ یکساں ہے۔ ظاہر کے عہد میں امام عزالدین بن عبدالسلام، شیخ نووی اور ابن دقیق العید جیسے علماء کا طوطی بول رہا تھا۔ ناصر کے زمانہ میں امام ابن تیمیہ کا ڈنکا بج رہا تھا۔ جس طرح مذکورہ بالا علماء بادشاہ کے سامنے عوام کی بیباک ترجمانی اور دین کے معاملات میں اعلائے کلمۃ الحق کیا کرتے تھے۔ اس طرح امام ابن تیمیہ نے یہ بارگراں تنِ تنہا اپنے دوشِ ناتواں پر اٹھا لیا تھا۔[8]

---

[1] بستان المحدثین ص ۲۲۶	[2] اتحاف النبلاء ص ۳۵۹

[3] معارف جلد ۹۸ نمبر ۵ ص ۳۶۱	[4] بستان المحدثین ص ۲۲۶

[5] معارف جلد ۹۸ نمبر ۵ ص ۳۶۱	[6] بستان المحدثین ص ۲۲۶

[7] [illegible]	[8] [illegible]

فکری جمود اور فلسفی گمراہی کی تردید میں جو کام امام ابن دقیق العید نے کیا ہے وہ تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ استاد ابوزہرہ ایک دوسری جگہ رقمطراز ہیں:

فکری جمود اور فلسفی گمراہی کے اس دور میں ہمیں ایسے علماء بھی نظر آتے ہیں جنہوں نے معقول اور منقول، قوت فکر اور قوت دین میں جمع و تطابق کی کوشش کی۔ مثلاً عزالدین بن عبدالسلام، محی الدین نووی، ابن دقیق العید، غزالی اور فخرالدین رازی وغیرہ[1]

---

[1] حیات ابن تیمیہ ص ۲۴۲۔

# خریدار حضرات متوجہ ہوں

بہت سے احباب کی مدت خریداری اس شمارے کے بعد ختم ہو جانے کی۔ بطور اطلاع ان کے لئے آنے والے پرچے پر "آپ کا چندہ ختم ہے" کی مہر لگا دی گئی ہے۔ اپنا پرچہ چیک کرلیں اور نوٹ فرمالیں کہ اس اطلاع کے بعد، پندرہ دن کے اندر اندر، آیندہ خریداری جاری رکھنے کی صورت میں سالانہ زرِ تعاون بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمادیں یا اگلے ماہ　　　کا شمارہ) بذریعہ وی پی پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں ——— اور (خدانخواستہ) آئندہ خریداری جاری نہ رکھنے کی صورت میں دفتر کو اطلاع دیں کہ وی پی پی روانہ نہ کیا جائے۔

یاد رکھیے! وی۔ پی۔ پی واپس کرنا اخلاقی جرم ہے

● بعض اوقات تازہ پرچہ محفوظ رکھنے کی خاطر وی پی پیکٹ میں پرانا پرچہ ارسال کر دیا جاتا ہے اور وی پی پی وصول ہونے کے فوراً بعد تازہ پرچہ عام ڈاک سے روانہ کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اسے کسی بددیانتی پر محمول نہ کیا جائے۔ والسلام!　　(مینیجر)